تار کا پتہ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

THE ALFAZL QADIAN

الفضل قادیان بٹالہ

قیمتیں پرچہ ایک

قیمت سالانہ پیشگی

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دوبار

ایڈیٹر:- غلام نبی ✣ اسسٹنٹ مہر محمد خان

نمبر ۵۱	مورخہ یکم جنوری ۱۹۲۴ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۲۳ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

۳۰ دسمبر سے مہمانوں کی واپسی شروع ہو گئی ہے۔ لیکن پھر بھی ابھی تک خوب چہل پہل ہے۔

۳۰ دسمبر کی شام کو جناب چوہدری فتح محمد خاں صاحب ایم۔ اے۔ امیر احمدی مجاہدین علاقہ ارتداد نے ان مجاہد احباب کو دعوت دی۔ جو علاقہ ملکانہ میں تبلیغ کرنے کے لئے گئے تھے۔ ڈیڑھ سو کے قریب احباب جمع ہوئے۔ ایک دوسرے سے تعارف کے لئے سب کے نام پکارے گئے۔ جن کا نام لیا جاتا۔ وہ کھڑا ہو جاتا۔ دعوت سے پہلے جناب چوہدری صاحب موصوف نے مختصر تقریر فرمائی جس میں ہندوستان میں تبلیغ کی ضرورت بیان کی۔ اور دعوت کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب نے تقریر کی۔ اور میدان ارتداد میں کام کرنے والوں کو جزاک اللہ اور ہمت کی بہت داد دی۔

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ
جلسے کے اہم کوائف اور ضروری حالات

جلسہ کا انتظام امسال حسب ذیل طریق پر تھا۔ اندرون اور بیرون قصبہ ناظم یعنی نگران اعلیٰ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ تھے جن کے بیرون قصبہ خان ذوالفقار علی خانصاحب اور مولانا شیر علی صاحب بی۔ اے۔ نائب ناظم تھے۔ اور اندرون قصبہ ماسٹر عبد المغنی صاحب۔ و شیخ نواب دین صاحب۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی حضرت صاحبزادہ صاحب کے سپرد جلسہ کی جنرل نگرانی تھی۔ اور جلسہ کے متعلق تمام ضروری اور اہم حالات اور خبروں کا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پہنچانا۔ اور حضور سے ہدایات حاصل کر کے انکا نفاذ کرنا تھا۔

ہر قسم کا انتظام کرنے اور کاروبار چلانے کیلئے اندرون قصبہ جناب میر محمد اسحٰق صاحب اور بیرون قصبہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب مہتمم تھے۔ جن کے ماتحت انتظام حسب ذیل مدات میں تقسیم تھا۔

(۱) استقبال مہمانان بٹالہ۔ ریل سے اترنے پر مہمانوں کے اسباب کا انتظام۔ رات کی رہائش کے لئے مکانات قادیان پہنچنے کے لئے سواری کا انتظام۔ جو موٹر۔ ٹانگہ۔ یکہ۔ بہلی۔ گڈے۔ رہڑو پر کیا جاتا تھا۔ اس صیغہ کے سپرد تھا۔

(۲) بٹالہ سے لے کر قادیان کے سفر کی نگرانی اور پیش آمدہ حالات اور واقعات کا انتظام۔ جس کے لئے دوا فی والی کے تکیہ ڈگالہ و نہر کے پل پر آدمی موجود تھے۔ جہاں کچھ بیگیں ریزرو رکھی گئی تھیں۔ تاکہ اگر کوئی ضرورت پیش آ جائے تو ان سے کام لیا جا سکے۔

(۳) استقبال مہمانان اندرون قصبہ و بیرون قصبہ

(۴) منتظم مکانات اندرون قصبہ۔ بیرون قصبہ۔ اس صیغہ کا کام مہمانوں کو ان کے مقررہ کمروں میں پہنچانا۔ انکی ضروریات کو مہیا کرنا۔ اور سامان کا پہنچانا تھا۔

(۵) منتظم اجرائے پرچی۔ اس صیغہ کی ایک شاخ اندرون قصبہ تھی۔ اور ایک بیرون قصبہ۔ اور پھر ان کے ماتحت دو قسم کی تقسیم تھی۔ ایک عام خوراک کی پرچیاں اور دوسرے پرہیزی خوراک کی پرچیاں۔ جو بیماروں اور کمزوروں وغیرہ کی خوراک کے لئے جاری کی جاتی تھیں۔ ان کے علاوہ حسب ذیل صیغہ جات تھے۔ (۶) انسپکٹر جس کا کام عام حالات کی نگرانی تھی۔ (۷) منتظم پہرہ (۸) منتظم روشنی (۹) منتظم صفائی (۱۰) منتظم آب رسانی (۱۱) منتظم تنور (۱۲) منتظم دیگ (۱۳) منتظم تقسیم روٹی (۱۴) منتظم تقسیم سالن (۱۵) منتظم جلسہ گاہ (۱۶) منتظم سٹیج (۱۷) منتظم بازار (۱۸) منتظم شفاخانہ (۱۹) منتظم مہمان نوازی (۲۰) منتظم انکوائری آفس (۲۱) سیکرٹری سب کمیٹی جلسہ۔ جس کا کام اشیاء کی سپلائی اور سٹور تھا۔ یہ کام جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کے سپرد تھا۔ یہ سارا انتظام سوائے سپلائی اور سٹور کے صیغہ کے دوہرا تھا۔ یعنی اندرون قصبہ اور بیرون قصبہ۔

ہر ایک صیغہ کا ایک ایک الگ منتظم تھا۔ اور اس کے ماتحت کئی کئی معاون اور مددگار تھے۔

اس وسیع اور شاندار کام کی پوری پوری نگرانی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے بذریعہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے خود فرماتے۔ اور ضروری ہدایات جاری کرتے رہتے۔ ایک دفعہ جب حضور کو معلوم ہوا۔ کہ منتظمین کی قلت کی وجہ سے مہمانوں کو تکلیف رہی ہے۔ اور ان کی آسائش کا پورا انتظام نہیں ہو رہا۔ تو حضور نے عین اسی وقت حکم جاری فرمایا۔ کہ فوراً اس کام کے لئے آدمی مقرر کر دیئے جائیں۔ جو قادیان کے ان آدمیوں کی فہرست تیار کریں۔ جن کے سپرد کوئی ڈیوٹی نہیں کی گئی۔ چنانچہ جھٹ پٹ فہرست مرتب ہو گئی۔ اور اس میں سے کچھ آدمیوں کو کام پر لگا دیا گیا۔

اسی طرح جب حضور کو یہ اطلاع ملی۔ کہ کچھ معزز غیر احمدی مہمان تشریف لائے ہیں۔ تو حضور نے کارکنوں کو طلب فرمایا۔ اور ان مہمانوں کی مہمان نوازی کے متعلق ضروری ہدایات دیں۔

اسی طرح دو افسوسناک حادثات کی (جن کا ذکر آگے آئے گا۔) جب حضور کو خبر پہنچی۔ تو حضور نے ان کے متعلق فوری کارروائی کرنے کا خاص حکم فرمایا۔

اس دفعہ جلسہ گاہ خاص طور بہت وسیع اور فراخ بنائی گئی تھی۔ مسجد نور کے صحن کی شمالی جانب ۳۰ فٹ اور مشرقی اور جنوبی جانب علی الترتیب ۱۲ اور ۸ فٹ فراخ کی گئی تھی۔ علاوہ ازیں گیلریاں پہلے کی نسبت بہت بلند بنائی گئی تھیں۔ ہر طرف ۱۲-۱۲ درجے تک بلند تھیں۔ اور اس طرح پہلے کی نسبت ڈیڑھ ہزار کے قریب زیادہ آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش نکالی گئی تھی۔ لیکن باوجود اس کے جگہ ناکافی ثابت ہوئی۔ اور احباب نہایت تنگی اور تکلیف سے اس میں سما سکے یہ جلسہ گاہ جس قدر وسیع کی جا سکتی تھی۔ کر لی گئی تھی۔ اور اس سے زیادہ وسعت اس مقام پر نہیں کی جا سکتی تھی۔ لیکن اس وسعت نے بھی ناکافی ثابت ہو کر بتا دیا۔ کہ آئندہ جلسہ گاہ کیلئے کوئی اور انتظام کرنا ضروری ہو گا۔

مہمانوں کی رہائش کے لئے اندرون اور بیرون قصبہ علاوہ ان وسیع اور عالیشان عمارتوں کے جو سلسلہ عالیہ کی عمارتیں ہیں۔ بہت سے پرائیویٹ مکان یا ان مکانوں کے حصے خالی کرائے جاتے ہیں۔ اور چونکہ خدا کے فضل سے قادیان کے مکانات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اس لئے ہر سال گذشتہ سال کی نسبت زیادہ مکانات مہمانوں کے لئے مل سکتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اب کے مہمانوں کی رہائش اور قیام کا انتظام کرنے میں بہت دقت پیش آئی۔ خصوصاً بیرون قصبہ میں۔

مستورات کی رہائش کے لئے تین فرودگاہیں تجویز کی گئی تھیں۔ (۱) حضرت مسیح موعود کے مکانات (۲) حضرت خلیفہ اول کے مکانات۔ اور (۳) مرزا گل محمد صاحب کا مکان ہر جگہ تین تین سو مہمانوں کی گنجائش کا انتظام تھا علاوہ ازیں قریباً ہر احمدی گھر میں مستورات اتری ہوئی تھیں مستورات کی رہائش اور دیگر ضروریات کا انتظام لجنہ اماء اللہ کے سپرد تھا۔ اور سو کے قریب قادیان کی احمدی مستورات مہمان عورتوں کی خدمت گذاری پر لگی ہوئی تھیں۔ مستورات کا جلسہ باقاعدہ انتظام کے ماتحت ہوتا رہا۔ جس میں حاضری کا اندازہ تین ہزار کے قریب ہے۔

جلسہ گاہ اور دوسرے مقامات میں گیس کی روشنی کا انتظام تھا۔ اور منارۃ المسیح کے چاروں طرف گیس کے ہنڈے جگمگاتے اور دور دور تک روشنی پہنچاتے تھے۔

۲۷ کی شام کو خوراک کی پرچیوں سے مہمانوں کی تعداد اندرون قصبہ ۴۷۰۷ تھی۔ اور بیرونی قصبہ ۶۱۲۰ کل دس ہزار آٹھ سو ستائیس۔ یہ جلسہ گاہ کے حاضرین کی تعداد نہیں سمجھنی چاہیئے۔ کیونکہ جلسہ میں اردگرد کے دیہات کے بہت سے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو رات کو اپنے گھروں میں چلے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اب کے جلسہ میں ہندو اور سکھ اصحاب بھی موجود تھے۔ اس لئے سامعین کی تعداد کا اندازہ ۱۱ اور بارہ ہزار کے درمیان سمجھنا چاہیئے۔

مختلف جماعتوں کو عشا اور صبح کی نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ تعالے سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ اور نئے بیعت کرنے والوں نے بھی مختلف اوقات میں بیعت کی۔ جن کی تعداد جو شمار میں آسکی مردوں اور عورتوں کی پانچسو کے قریب ہے۔

انتظام جلسہ میں کام کرنے والے ہر ایک چھوٹے بڑے والنٹیر نے جس ہمت دہی اور جانفشانی سے کام کیا وہ نہایت ہی قابل فخر اور لائق مبارکباد ہے۔ جو کام بھی کسی کے سپرد کیا گیا۔ اس کو عمدگی اور خوبی سے سرانجام دینے کا اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔ فرداً فرداً ذکر کرنے کی گنجائش نہیں۔ اسلئے ہم سب احباب کو اس خدمت دین کی بجا آوری پر مبارکباد کہتے اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالے ان کے جوش اور اخلاص میں ترقی دے۔

مہمانوں کی واپسی کے وقت بھی پورا پورا انتظام تھا۔ اور احباب کو ہر ممکن آرام و آسائش پہنچانیکی کوشش کی گئی۔

ایام جلسہ میں جو نہایت ہی افسوسناک حادثہ ہوا وہ ہمارے ایک معزز اور مخلص بھائی بابو

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ یکم جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

جماعت احمدیہ آریوں کی نظر میں

مسلمانوں کیلئے سبق

احمدیوں کو کیا کرنا چاہیئے

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور ذرہ نوازی ہے۔ کہ آریوں جیسی قوم جو ضد و تعصب بغض و عداوت میں تمام فرقوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ جماعت احمدیہ کی قوت اور طاقت سرگرمی اور جوش کا علی الاعلان اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہی ہے۔ یہ امر جہاں ہمارے لئے خوشی اور مسرت کا باعث ہے۔ وہاں ہم سے اس بات کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ہم اپنی کوششوں اور سرگرمیوں کو اس درجہ وسیع اور باثر بنائیں۔ کہ مخالفین ہمارے متعلق جو خیالات اور قیاسات رکھتے ہیں۔ ان سے بھی بہت بڑھ چڑھ کر ہوں۔

آریہ اخبار پرکاش (۷ اکتوبر) لکھتا ہے "مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو جس سرگرمی سے اشاعت دین کا کام کر رہے ہیں انصاف اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ اس پہلو میں ان کی داد دی جائے۔ ہندوستان کے قریباً ہر ایک شہر میں ان کے پرچارک کام کر رہے ہیں۔ اشاعت دین کے لئے ان کے کئی اخبار جاری ہیں۔ قادیان میں ان کے کئی ریسرچ سکالر آریہ سماج کے مقابلہ میں تیاری کر رہے ہیں۔ جہاں اخبار میں کسی آریہ پبلشر کی طرف سے کتاب کا نوٹس شائع ہو۔ فوراً وہ منگوا لیتے ہیں۔ آریہ سماج کا تمام لٹریچر ان کے پاس پہنچ رہا ہے۔ کئی مباحث تیار ہو چکے ہیں۔ جو آریہ سماج کے سالانہ جلسوں میں پہنچ کر مباحثے کرتے ہیں۔ آریہ سماج کے خلاف کئی کتابیں شائع ہو چکی۔ اور ہو رہی ہے۔ بقول ایک احمدی پرچارک کے احمدی جماعت کا سارا زور تن من اور دھن سے آریہ سماج کے خلاف لگ رہا ہے۔ ان کا بجا طور پر یہ خیال ہے۔ کہ ہندوستان میں اگر کوئی مذہبی جماعت ایسی ہے۔ جو احمدیوں کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو عموماً ہندوؤں کو مسلمان بنانے سے روکتی ہے۔ تو وہ آریہ سماج ہے۔ اس لئے وہ ہندوؤں کی اس رکھشک جماعت سے برسر جنگ رہتے ہیں۔ احمدیوں کی سرگرمیاں ہندوستان تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ انگلستان۔ جرمنی۔ یونان مصر اور بخارا میں ان کے آدمی پرچار کر رہے ہیں۔ ابھی حال ہی میں "قصر النیل" (عربی زبان کا اخبار) مصر سے احمدیہ مشن کی اشاعت کے لئے جاری ہوا ہے۔ جس کے پہلے نمبر میں مرزا غلام احمد قادیانی کا فوٹو بھی دیا گیا ہے۔ جو جماعت اتنی تیزی سے کام کر رہی ہو۔ جس میں سینکڑوں لوگ اشاعت دین کے لئے وقف ہو چکے ہوں۔ جس کا لاکھوں روپیہ اس کام میں خرچ ہو رہا ہو۔ وہ اگر کامیاب نہ ہو گی۔ تو اور کون ہوگا؟"

یہ تو صحیح نہیں۔ کہ احمدی جماعت کا سارا زور تن من اور دھن سے آریہ سماج کے خلاف لگ رہا ہے۔ کیونکہ ہمارے سامنے ساری دنیا ہے۔ اور جیسا کہ خود "پرکاش" نے لکھا ہے ہماری سرگرمیاں ہندوستان تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ انگلستان۔ جرمنی۔ مصر۔ بخارا۔ امریکہ۔ ماریشس افریقہ اور دیگر ممالک میں بھی ہمارے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں۔ کہ ہماری جماعت باوجود ممالک غیر میں وسیع تبلیغی کام کرنے اور ایک محدود اور غریب جماعت ہونے کے ہندوستان میں آریوں کا جس زور اور قوت سے مقابلہ کر رہی ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی مسلمانوں کی بیسیوں انجمنوں اور سینکڑوں کمیٹیوں میں نہیں پایا جاتا۔ سارے ہندوستان کے "علما" کا مجمع جو جمعیۃ العلماء ہند کے نام سے مشہور ہے۔ جو کچھ کر رہا ہے۔ وہ ظاہر ہے اسی طرح دیوبندی مولویوں کا گروہ جن اشغال میں مشغول ہے۔ وہ بھی پوشیدہ نہیں اسی طرح اور مولوی اور ملانے جن کی تعداد ہزاروں نہیں لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ ان کی مساعی بھی سب کو معلوم ہیں۔ ان سب کے گذشتہ کارناموں کو جانے دو۔ اب اس وقت جب کہ ہندوؤں کے تمام فرقوں نے مل کر اسلام پر حملہ کیا۔ اور صدیوں کے مسلمان کہلانے والوں کو مرتد بنانا شروع کر دیا۔ مولوی صاحبان اپنی ساری طاقت اور قوت جس بات پر صرف کر رہے ہیں۔ وہ جماعت احمدیہ پر کفر کا فتوے لگانا اور احمدیوں کو اسلام سے خارج کرنا ہے۔ حالانکہ جماعت احمدیہ آریوں اور ہندوؤں کے اس حملہ کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے اس جوش اور سرگرمی سے مقابلہ کر رہی ہے۔ کہ آریہ سمجھ رہے ہیں۔ اور اس کا اعلان کر رہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ اپنا سارا زور آریوں کے خلاف صرف کر رہی ہے۔

خیر ہمیں نہ مولویوں کی مخالفانہ کوششوں اور فتنہ انگیزیوں کی پرواہ ہے۔ اور نہ آریہ اپنے مقابلہ میں ہمیں جس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس سے مطمئن ہیں۔ کیونکہ ہم اچھی طرح جانتے اور یقین کرتے ہیں۔ کہ ہمیں اسلام کے لئے جو کچھ کرنا چاہیئے۔ وہ ابھی تک نہیں کیا۔ اور جو کچھ کیا ہے وہ ابتداء ہے اصل کام کی۔

وہی اخبار "پرکاش" اپنے ۱۴ اکتوبر کے پرچہ میں لکھتا ہے

"ہم اس امر واقعہ سے انکار نہیں کر سکتے کہ مرزائی باوجود قلیل التعداد ہونے کے جس جوش سرگرمی صدق دلی اور جانفشانی سے کام کرتے ہیں وہ آریوں کے لیئے ہر لحاظ سے سبق آموز اور قابل رشک و تقلید ہے۔ اسوقت مرزائیوں کے مبلغ جرمنی امریکہ انگلستان افریقہ اور کئی دیگر ممالک میں موجود ہیں۔ حال ہی میں ان کے سلسلہ کا ایک اخبار عربی زبان میں مصر سے نکلنا شروع ہوا۔ جرمنی کے پایہ تخت برلن میں محض مرزائی استریوں کے چندے سے ایک شاندار مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ ہندوستان میں بھی مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں یہی فرقہ جاندار معلوم ہوتا ہے اور اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت اور دوسرے مذاہب کی تردید و تخریب میں وہ سب سے پیش از پیش رہتا ہے۔"

آریہ اخبار کے اس بیان کو پڑھ کر ہمارے غیر احمدی مولوی صاحبان دیکھیں۔ اور غور کریں۔ کہ کیوں تمام مسلمانوں کو چھوڑ کر آریوں کی نظر صرف جماعت احمدیہ پر پڑ رہی ہے۔ احمدی تعداد میں۔ مال میں۔ دولت میں۔ رسوخ میں۔ عہدوں میں دیگر مسلمانوں سے بہت کم ہیں۔ ان کے پاس اتنے علماء بھی نہیں۔ جتنے تمام مسلمانوں کے پاس ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آریہ ان سب کے مقابلہ میں صرف مٹھی بھر احمدی جماعت کو زندہ جماعت سمجھتے ہیں۔ کیوں اسکے کارناموں کو آریوں کے لیئے بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ اور کیوں وہ مسلمانوں کی ذرا بھی پروا نہ کرتے ہوئے احمدیوں سے تھراتے اور کانپتے ہیں۔ اس بات پر ہمارے مخالف مولوی صاحبان اگر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ چونکہ ان میں وہ روح اور وہ جذبہ وہ اخلاص اور وہ جوش نہیں رہا۔ جو حقیقی اسلام کے حاملوں میں پایا جاتا ہے۔ اسلیئے مخالفین کے دلوں سے ان کا رعب اور اثر بھی مٹ گیا ہے۔ برخلاف اسکے جماعت احمدیہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کے ذریعہ حقیقی اسلام کی حامل ہے۔ اسلیئے باوجود ہر قسم کی ظاہری بے سروسامانی کے مخالفین اسلام کے قلوب اس سے خوفزدہ اور پریشان ہو رہے ہیں۔ آریوں کی اس قسم کی تحریروں سے جنکا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ ہمارے مخالفین جہاں سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ وہاں ہماری جماعت کے لیئے بھی ہمیں ایک بہت بڑا سبق ہے۔ اور وہ یہ کہ جب خدا تعالیٰ نے ایسی حالت میں اسلام کے اشد ترین دشمنوں کے دلوں میں ہمارا اسقدر رعب ڈالدیا ہے۔ اور وہ ہماری کوششوں سے لرزاں اور ترساں ہیں۔ جبکہ ہم نے خدمت دین کرنے کا جو حق ہے۔ وہ ادا نہیں کیا۔ تو اگر ہم ہمہ تن۔ اور پورے زور کے ساتھ اسلام کی اشاعت میں لگ جائیں۔ اور ہر ایک قربانی جو اسلام ہم سے طلب کرے پیش کرنے میں ذرا بھی تامل نہ کریں۔ تو خدا تعالیٰ ہمیں کس قدر رعب اور دبدبہ عطاء فرمائے گا۔ اور پھر ہم کیسی آسانی اور سہولت سے اشاعت اسلام کر سکیں گے۔

پس ہمیں مخالفین کے تعریف و توصیف کر دینے سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہم نے بہت کچھ کر لیا ہے بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہمیں کیا کچھ کرنا ہے۔ اور جو کچھ کیا ہے اس میں کس قدر کوتاہیاں اور کمزوریاں ہوئی ہیں۔ تا آیندہ ان کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے۔ کہ خدمت دین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔

کانگریس کے موقع پر ویدک دھرم کی اشاعت اور جمعیۃ العلماء

"کوکناڈا کانگریس کے موقع پر۔ ملک کے مدبر وہاں جمع ہوں گے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ ویدک دھرم پرچار بھی ہو تا کہ لوگ کچھ اصلیت کی طرف جھک سکیں" (ملاپ ۲۲ دسمبر)

یہ الفاظ ہیں آریہ اخبار ملاپ روزانہ کے اس اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہاں لٹریچر تقسیم کرنے کے لیئے روپیہ بھیجا گیا ہے اور تمام انتظام مکمل ہو گیا ہے۔ یہ بات کوئی نئی نہیں۔ ہم کئی سال سے مطالعہ کر رہے ہیں کہ کانگریس کے سالانہ اجلاسوں کے ساتھ "ویدک دھرم" کی اشاعت کے بھی اجلاس ہوتے ہیں۔ ہم اس سے خوش ہیں اور آریہ سماج کی موقع شناسی کی داد دیتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کے لیئے کسی بھی موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ گو وہ مذہب ایسا ہے کہ اسکے پیرو تک بھی اسکی اصلیت سے ناواقف ہیں اور جس کتاب کے وہ معتقد ہیں اسکی شکل تک سے انجان محض ہیں۔ مگر کیا ہم "جمعیۃ العلماء" کے ارکان سے یہ پوچھ سکتے ہیں اور کیا ان کے شعبہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے منتظموں سے یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ اس باب میں ان کی مساعی جمیلہ کیا کچھ ہیں۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ جمعیۃ العلماء "مرزائیوں عیسائیوں اور آریوں" کی مخالفت کے لیئے بصرہ و بغداد پر دھاوا کرنے کے ڈھول تو پیٹ رہی ہے مگر "کوکناڈا" میں جہاں سیاسی دنگل کے ساتھ "ویدک دھرم" کا اکھاڑا بھی قائم ہوگا۔ اسکے متعلق دم بخود ہے حالانکہ بہت سے علماء تو وہاں تشریف لیجائیں گے۔

"ہماری نماز" اس نام کی ایک کتاب حال میں نظارت تعلیم و تربیت قادیان نے اس غرض سے شائع کی ہے۔ کہ تا ہر ایک احمدی عورت و مرد نہ صرف نماز کو صحیح طور پر یاد کر سکے۔ بلکہ اسکے معانی اور مطالب سے بھی آگاہ ہو جائے۔ کتاب اس رنگ میں لکھی گئی ہے۔ کہ مبتدی سے لیکر اہل علم اصحاب تک فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ایک ایک لفظ کے علیحدہ علیحدہ معنے بتانے کے بعد آیات کے نکات اور معارف بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اور خاص کر سورۂ فاتحہ کی تفسیر نہایت ہی دلکش اور عجیب انداز میں لکھی گئی ہے۔ آخر میں نماز سے روحانی طہارت اور پاکیزگی کے علاوہ جو سبق حاصل ہوتے ہیں۔ انکا ذکر کیا گیا ہے۔ غرض یہ کتاب اپنے رنگ کی نہایت اہم اور ضروری تصنیف ہے۔ اور جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب قابل مبارکباد ہیں جنھوں نے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیئے یہ کتاب لکھی ہے۔ احباب کرام کو چاہیئے کہ اس کتاب کی کثرت سے اشاعت کریں۔ خاصکر وہ اصحاب جو نماز کے معانی نہ جانتے ہوں انکا [...] ہے کہ اس کتاب کو پڑھیں۔ اور اگر خود نہ پڑھ سکتے ہوں تو دوسرے سے پڑھوا کر سنیں اور یاد کر لیں۔ کتاب کی لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت عمدہ ہے۔ اور قیمت ۴ر ایکروپیہ کی ۵ کتابیں۔ قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

جلسہ کے متعلق احمدیانِ قادیان کا فرض

ہمارے جلسہ کو تمام دنیا کے اجتماعوں پر فوقیت

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
۲۱ر دسمبر سنہ ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ کہ

آمد مہماناں

اللہ تعالےٰ کے مرسل اور مامور اور اس کے بھیجے ہوئے انسان کے احکام کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سالانہ جلسہ اس ہفتہ میں ہونے والا ہے۔ تین دن تک اور زیادہ سے زیادہ چار دن تک جلسہ میں شامل ہونیوالوں کا کثیر حصہ قادیان میں حاضر ہو جائے گا۔ اور بعض لوگ تو فرط محبت یا فرصت کی زیادتی کی وجہ سے ابھی سے آنے شروع ہو گئے ہیں۔

میزبانوں کی ذمہ داری

جیسا کہ پہلے جلسوں پر تجربہ ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی یہ سنت رہی ہے۔ کہ ہر آنے والے سال میں پچھلے سالوں کی نسبت جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی رہی ہے۔ اس دفعہ بھی ہم امید کرتے ہیں۔ کہ پچھلے جلسوں سے زیادہ آدمی آئیں گے اس لئے ہمارے منتظمین جلسہ کے لئے زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ کیونکہ تعداد کی کثرت سے انکی ذمہ داری بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ معمولی جماعتوں کا انتظام بہت مشکل ہوتا ہے۔ مگر جہاں سات آٹھ ہزار کا مجمع ہو۔ اور ان کی ہر قسم کی ضروریات مہیا کرنا منتظمین کے ذمہ ہو۔ کتنا مشکل ہے۔ اگر بڑے شہروں میں اس قسم کے جلسے ہوں۔ تو وہاں منتظمین کے لئے ایک حد تک آسانی بھی ہوتی ہے۔ کہ ہوٹلوں وغیرہ میں کھانے اور ٹھہرنے کا انتظام ہو جاتا ہے اور پھر جمع ہونے والوں کی نسبت وہ لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ جن کے ہاں وہ لوگ آتے ہیں۔ یہ بات کسی جگہ نہیں ہوتی۔ کہ جہاں جلسہ میں آنیوالوں کی تعداد اصل باشندوں اور منتظموں سے بڑھ جائے کانگریس وغیرہ کے اجلاس لاہور۔ کلکتہ۔ دہلی۔ بمبئی۔ وغیرہ مقامات پر ہوتے ہیں۔ ان اجلاسوں میں بیرونجات سے شامل ہونیوالوں کی تعداد دس بارہ ہزار سے زیادہ نہیں ہوتی۔ لیکن اگر مہمانوں کی تعداد دس بارہ ہزار ہوتی ہے۔ تو ان شہروں کے لوگوں کی آبادی لاکھوں نفوس کی ہوتی ہے۔ جن کا بیشتر حصہ مہمانداری کا کام کرتا ہے۔ ایسے بڑے شہروں کے کئی کئی گھر ایک ایک مہمان کو ریسیو کرنے والے ہوتے ہیں۔

میزبانوں سے مہمان زیادہ

مگر ہمارے ہاں یہ خصوصیت ہے۔ کہ مہمانوں کی تعداد میزبانوں سے بڑھ جاتی ہے اگر قادیان کے احمدیوں کے علاوہ ساری قادیان کی آبادی غیر احمدیوں ہندوؤں اور چوڑھوں کو بھی میزبان فرض کر لیا جائے۔ تب بھی مہمانوں کی تعداد میزبانوں سے بڑھی ہوئی ہو گی۔ کیونکہ قادیان کی ساری آبادی چوالیس ہزار کے قریب ہے۔ جس میں چوڑھے ساہنسی ہندو اور سکھ۔ غیر احمدی سب شامل ہیں۔ مگر آنے والوں کی تعداد قریباً آٹھ ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ پس اتنے سے گاؤں میں اتنے زیادہ مہمان آتے ہیں۔ اور یہ اپنی قسم کی ایک مثال ہے۔ بعض ہندوؤں کے تیوہاروں پر لوگ کثرت سے جاتے ہیں۔ مگر جہاں وہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ وہاں کے رہنے والے ان کے میزبان نہیں ہوتے۔ باہر سے آنے والے اپنا ہر ایک انتظام آپ کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ والوں سے حاجیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے مگر مکہ مکرمہ کے لوگ میزبان نہیں ہوتے۔ جو لوگ حج کو جاتے ہیں وہ اپنے رہنے اپنے کھانے اور اپنی دیگر ضروریات کا خود انتظام کرتے ہیں مکان کرایہ پر لیتے ہیں۔ کھانا خریدتے ہیں یا پکاتے ہیں مکہ والوں کو اس سے کچھ غرض نہیں ہوتی۔ ہاں مگر ان کو فکر ہوتی ہے۔ تو یہ کہ ان آنیوالوں سے سال بھر کا خرچ کس طرح حاصل کیا جائے۔

پس ہمارے جلسہ کو ہی یہ امتیاز حاصل ہے۔ کہ یہاں مہمانوں کی میزبانوں سے تعداد بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ یہاں مہمانوں کی ساری ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ اس امتیاز میں نہ مسلمانوں کا نہ عیسائیوں کا نہ ہندوؤں کا نہ کسی اور قوم کا کوئی اجتماع ہمارے جلسہ کی مثال پیش کر سکتا ہے۔ اور یہ بات ہمارے جلسہ کو تمام دنیا کے مجامع سے اسی طرح ممتاز کر کے دکھاتی ہے۔ جس طرح ہماری جماعت کے دینی کام اور اس کی تحریکات۔ ہماری جماعت کو دیگر جماعتوں سے الگ کر کے دکھاتی ہیں۔

امتیاز کام سے ہوتا ہے نہ کہ نام سے

مگر ہم اس پر خوش نہیں ہو سکتے کہ ہمارے جلسہ کو یہ امتیاز حاصل ہے۔ کیونکہ امتیاز کام سے ہوتا ہے۔ نام سے نہیں ہوتا۔ عزت کام سے حاصل ہوتی ہے۔ نام سے نہیں۔ پس ہمیں یہ امتیاز تبھی حاصل ہو سکتا ہے۔ جب ہم اپنے آپ کو اپنے کاموں کے ذریعہ ممتاز کر کے دکھائیں۔ جس شخص کے گھر میں کوئی مہمان نہیں آتا اور وہ کسی کی مہمانداری نہیں کرتا۔ تو وہ کسی الزام کا مستوجب نہیں۔ مگر جن کے گھر مہمان آتے ہیں۔ وہ اگر اپنے فرض کو ادا نہ کریں۔ تو وہ الزام سے نہیں بچ سکتے۔

اس لئے میں اپنے دوستوں کو جو قادیان میں رہتے ہیں۔ کہتا ہوں کہ وہ پہلے سے زیادہ اپنے فرض کی طرف متوجہ ہوں۔ جیسا کہ ہر سال مہمانوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ اس دفعہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے۔ کہ تعداد بڑھ جائے گی۔ یہ لوگ دور دور سے آتے ہیں

بنگال سے مدراس سے بمبئی سے یوپی سے لوگ آتے ہیں یہاں کوئی تماشہ کی جگہ نہیں جس کے لیئے وہ آتے ہیں۔ وہ خدا کی تحریک اور اس کے منشاء کے مطابق آتے ہیں۔ اور یہ خدا کا منشاء ہے کہ وہ ہر سال تعداد کو بڑھا کر لاتا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے ہر سال پہلے سے زیادہ ایمان اور بڑی خدمت کی خواہش کرتا ہے۔ اسکا زیادہ تعداد میں لوگوں کو لانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ہم سے زیادہ ایمان و اخلاص کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسلیئے اگر ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت کو پورا نہیں کرتے تو ہم اسکی مدد و نصرت کے امیدوار نہیں ہو سکتے۔

ظاہر ہے کہ ہم اپنے مہمانوں کی ویسی مہمانداری نہیں کرتے جیسی کہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ نہ ہمارے پاس مہمان نوازی کے لیئے آدمی ہیں۔ اور نہ سامان۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کے یہاں مہمان آتا ہے تو وہ مہمان کے لیئے خاص کھانا پکاتا ہے۔ مگر ہم یہ بات نہیں کر سکتے۔ انکی رہایش کے لیئے بھی اعلیٰ انتظام نہیں کر سکتے۔ کثرت تعداد کی وجہ سے بجائے چارپائیوں کے کسیر بچھاتے ہیں کہ اسپر سوئیں۔ باقی اور مہمانداری اشیاء میں بھی ہم کمی کرتے ہیں۔ اور باہر سے آنیوالے احباب اس کمی پر گزارہ کر سکتے ہیں۔

خوش خلقی کمیوں کا ازالہ کرسکتی ہے

اگر اس کمی کے عوض کارکن احباب خوش خلقی سے مہمانوں کی تکلیف کو دور کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ خوش خلقی ایک ایسی چیز ہے جو تمام تکلیفوں کو دور کر دیتی ہے۔ کسی کو ہر روز کھانا کھلاؤ۔ مگر خوش خلقی سے پیش نہ آؤ تو وہ کھانے سے یہ نہ سمجھے گا کہ اس کی عزت کی گئی ہے بلکہ کھانا اسکے حلق سے نہ اترے گا۔ حضرت خلیفۃ اولؓ فرماتے تھے۔ ایک جگہ دوزخ کی ابدیت پر بحث تھی۔ میں نے کہا کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ جہنم ابدی نہیں بلکہ ایک زمانہ کے بعد لوگ اس سے نکالے جائینگے اور بہشت میں بھیج دیئے جائیں گے۔ ایک رئیس نے کہا پھر تو بڑے مزہ کی بات ہے یہاں جو جی چاہے کر لیں۔ آخر یہاں بھی آرام وہاں بھی آرام میں نے ان کی تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا۔ آپ بازار میں چلکر دو جوتیاں کھا لیجئے۔ پھر میں آپ کو اسکے عوض کچھ روپے دیدوں گا۔ کہنے لگا۔ مولوی صاحب آپ یہ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جبکہ تمہاری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی تو جہاں تمہارے باپ دادے اور دوسرے لوگ جمع ہوں گے وہاں کی رسوائی کیسے برداشت کرو گے۔

محبت کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کرسکتی

پس اگر کسی شخص کی ذلت کی جائے مگر اسکو کھانے اعلیٰ سے اعلیٰ دیئے جائیں تو وہ اسکے گلے میں اٹکیں گے۔ لیکن اگر عزت کی جائے اور خوش اخلاقی سے پیش آیا جائے اور اخلاص دکھایا جائے تو خشک روٹی اچھی معلوم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی کمزوریوں کو ملحوظ رکھ کر اسکو ایسی حسین عطاء کی ہیں جن کے ذریعہ تمام کمزوریاں چھپ جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک خوش اخلاقی اور نیک برتاؤ ہے۔ اگر ایک بچہ کو بادشاہ یا ملکہ اپنے محل میں لے جائے کہ تمہیں بادشاہ کے محل میں رکھتے ہیں اور اچھے سے اچھے کھانے دے اور نوکرانیاں خدمت کے لیئے مقرر کردے تو بچہ وہاں رہنے کی نسبت اپنی ماں کی گود کو ترجیح دیگا۔ خواہ ماں بیچاری اسکو پھٹے پرانے کپڑے پہنانے کے بھی ناقابل ہو۔ غریب سے غریب ماں باپ کا بچہ بھی اس پر خوش نہ ہوگا۔ کہ اسکو اس کی ماں سے جدا کر لیا جائے۔ خواہ اسکو کوئی نعمت دیجائے وہ روئیگا اور چلائیگا۔ کیونکہ دنیا کی کوئی نعمت ماں کی محبت اور محبت بھری نگاہ کی ہموزن نہیں ہو سکتی۔ پس خدا نے غریبوں کی کم سامانی کو چھپانے کے لیئے محبت کو پیدا کیا ہے۔ جب انسان محبت سے ملتا ہے تو اسکی کمزوری چھپ جاتی ہے۔ محبت کے روکھے ٹکڑے میں جو مزہ آتا ہے وہ ترش ابرو اور کج خلقی کے ساتھ اعلیٰ کھانے پیش کرنے میں نہیں پایا جاتا۔ پس آپ لوگوں کو چاہیئے کہ جو مہمان آئیں ان سے خوش خلقی سے پیش آئیں۔ ان کی سچے دل سے خدمت کریں۔

چونکہ میری طبیعت اچھی نہیں۔ زیادہ تفصیل سے نہیں بول سکتا۔ اور امید کرتا ہوں کہ پہلے جلسوں کے متعلق جو ہدایات دی گئی تھیں۔ اور جو چھپ چکی ہیں ان پر عمل کیا جائے گا۔ یاد رکھو جو شخص مہمان کی عزت نہیں کرتا۔ وہ عزت نہیں پاتا۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے فرض کے پورا کرنیکی توفیق دے تاکہ آنیوالی زندگی کے لیئے اعلیٰ سامان تیار کر سکو۔ اور وہ عمل کر سکو جس سے خدا خوش ہو جائے

مولوی عبید اللہ شہید کی تعزیت کرنیوالے احباب کا شکریہ

احباب کرام۔ میری طبیعت دو تین ماہ سے ناساز چلی آتی ہے تاہم صیغۂ تعلیم و تربیت کے احکام ماتحت دورہ پر نکلنے گیا تھا قریب گولیکی ضلع گجرات تھا۔ جو وہاں قاضی اکمل صاحب اور عزیزی حافظ روشن علی صاحب کے خطوط لے کر ایک عزیز وزیر آباد سے پہنچا۔ جسمیں عزیزم مولوی عبید اللہ صاحب کی خبر شہادت درج تھی پڑھ کر سچے دل سے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور پھر دارالامان کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے جو ہمدردی اس موقعہ پر فرمائی ہے وہ احباب جماعت سے مخفی نہیں۔ وہ خطبہ پڑھ چکے ہوں گے۔ آپکے بعد مکرمی ایڈیٹر صاحب الفضل نے تمام جماعت کی ترجمانی کا حق ادا فرمایا ہے اور کئی دوستوں کے خطوط بھی پہنچے اور پہنچ رہے ہیں۔ میں ان سب بزرگوں دوستوں بھائیوں بہنوں عزیزوں کا شکر گزار ہوں۔ اور انہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ میں اللہ کی رضاء پر راضی ہوں۔ اور خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ جو نذر میں نے اسکے حضور میں کی تھی وہ قبول ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدرسہ احمدیہ کے اجراء کے متعلق ایک تقریر

فرمائی۔ جس میں فرمایا۔ کہ مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے۔ جو دین کا علم پڑھیں اور دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ اس وقت میرا بچہ عبید اللہ تھا۔ میں نے اسے پیش کر دیا۔ عزیز مرحوم نے اپنی پوری پوری سعادت کا ثبوت دیا۔ اور بڑے شوق سے علم دین حاصل کیا۔ اور حصول علم کے بعد جیسا کہ میری خواہش تھی۔ اور اس کی سعادت وعمدگی تربیت سے توقع اس نے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے پیش کیا۔ اور اپنے قول کو آخر دم تک نبھایا۔ عمر بھر اس عزیز نے میری رضا کے خلاف کبھی کوئی کام نہیں کیا۔ اس کے جو خط میرے پاس ماریشس سے آتے۔ انہیں بھی صرف تبلیغی اور دینی امور کا ذکر ہوتا۔ کبھی کسی اپنی تکلیف دنیاوی کا ذکر تک نہیں کیا۔ یہ مقام جو رضا بالقضا کا عزیز موصوف کو حاصل تھا اور جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی فرمایا ہے۔ اس پر میں الحمد للہ پڑھتا ہوں۔ میں بہت خوش تھا۔ کہ اپنے لئے باقیات الصالحات چھوڑتا ہوں اور اپنے آپ کو سبکدوش سمجھتا تھا۔ اب وا القلب یحزن کے ماتحت جو کچھ ہے تو یہ۔ کہ رب اغفر لی ولوالدی کی دعا مجھ گناہ گار کے حق میں منقطع ہو گئی۔ مجھے کبھی یہ خواہش نہیں ہوئی۔ کہ میں عزیز کے لئے یہ کوشش کروں۔ کہ وہ ہندوستان میں آ جائے۔ بلکہ میں یہی کہتا تھا۔ کہ جس طرح پر حضرت خلیفۃ المسیح پسند فرماویں۔ اس سے کام لیں۔ عزیز زندہ تھا۔ تو خدا کے دین کا خدمت گذار۔ اب فوت ہوا تو خدا کے حضور۔ پس میرے لئے رنج کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر ایسے سو عبید اللہ بھی ہوں۔ تو خدا کی راہ میں قربان کرنے کو اپنی سعادت اور خوش نصیبی سمجھتا ہوں۔

جب عزیزی مولوی عبید اللہ صاحب کو اللہ نے لڑکا دیا۔ تو اس نے مجھے خط لکھا۔ کہ کئی پشت سے ہم میں حفظ قرآن کی نعمت چلی آتی ہے۔ اگر میں پہلے فوت ہو جاؤں۔ تو آپ کا فرض ہے۔ کہ اس بچے کو حفظ قرآن کرائیں۔ اتفاق ایسا ہوا۔ کہ میرے ہاں بھی ایک لڑکا انہی ایام میں پیدا ہوا۔

علاقہ راجپوتانہ میں مسلمانوں پر ہندوؤں کا تشدد

قابل توجہ لیڈران قوم

کانگرس کے اجلاس منعقدہ ماہ ستمبر میں لیڈران قوم کو اس طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ کہ ضلع متھرا وغیرہ میں ہندو عنصر بہت زبردست ہے۔ مسلمانوں کی آبادی صرف آٹھ فی صدی ہے۔ اور وہ بھی عام طور پر غریب ہیں۔ اس حالت سے ہندو لوگ نہایت کمینہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور ڈرا دھمکا کر لوگوں کو شدھ کر رہے ہیں۔ اس کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ جس کو حکم دیا گیا تھا۔ کہ ۱۵ دسمبر تک اپنی رپورٹ پیش کرے۔ لیکن اس کے متعلق ابھی تک کوئی رپورٹ پیش نہیں کی گئی۔ اور پنڈت نیکی رام جو کانگرس کی طرف سے اس کمیٹی کے سیکرٹری مقرر ہوئے تھے۔ ۹ دسمبر کو ہندو سبھا کی اگزیکٹو کمیٹی میں حصہ لینے کے لئے بنارس تشریف لے گئے ہیں۔ اس دوران میں ہندوؤں کا جور و تشدد شروع ہے۔ مثلاً ہیری بانیا جو سانہن کے علاقہ کا ساہوکار ہے۔ اس کا ایک زمیندار پر ایک ہزار روپیہ قرضہ ہے۔ یہ شخص مقروض ہیری کی پرانی اسامی ہے۔ اور قارض و مقروض میں پہلے کبھی جھگڑا نہیں ہوا۔ لیکن اب بانیا اس زمیندار پر زور ڈال کر اس کو شدھ کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس کا شدھی سبھا سے گہرا تعلق ہے۔ علاوہ ازیں ہندو شدھی سبھا کی رپورٹوں میں ساہوکار صاحب کی حسن کارگزاری کا کئی دفعہ ذکر بھی آ چکا ہے۔ اس بنیہ کا خاندان اس علاقہ میں مدت سے پٹواری چلا آتا ہے۔ اس خاندان کے ممبر آج کل بھی پٹواری ہیں۔ اور موضع بیبا اور موضع کھیڑا میں جو تازہ شدھیاں ہوئی ہیں۔ ان میں ہیری بانیا کے خاندان کے پٹواریوں نے بھی خوب حصہ لیا ہے۔ اور ہندو راجپوتوں کی ایک خاص تعداد ان لوگوں سے مجبور ہو کر شدھی میں حصہ لے رہی ہے۔ اگرچہ وہ لوگ عام طور پر اس تحریک کے سخت خلاف ہیں۔ جیسا کہ ان کی متعدد پنچایتوں سے ثابت ہو چکا ہے۔

دوسرا واقعہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ آنور کے نصف حصہ کا مالک ایک پروہت ساکن گوردھن ہے۔ اور نصف حصہ کے مالک ملکانہ لوگ ہیں۔ گاؤں کے ساتھ چند ویران کھیت ہیں۔ جو شاملات دہ ہیں۔ جن میں کائی کے پودے ہیں۔ یہ پودے عام طور پر گاؤں کے لوگ ضرورت کے وقت کاٹ لیا کرتے ہیں۔ اور گاؤں کے لوگوں کا ہمیشہ یقین رہا ہے۔ کہ یہ کھیت شاملات دہ ہیں۔ اس لئے انکو نیرے اور گھاس وغیرہ کاٹنے کا حق ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ پروہت کے آدمیوں کو۔ چند دن گذرے۔ کہ بعض نو مسلم ملکانوں نے پرانے حقوق کی بنا پر اس میں سے کچھ پودے گھاس کے کاٹے۔ دوسرے دن ان پر زمیندار پروہت کی طرف سے ایک آنریری مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا گیا۔ کہ انہوں نے چوری سے گھاس کاٹا ہے۔ اور یہ کہ جب پروہت کے کارندہ نے منع کیا۔ تو ان لوگوں نے اس کو مارا۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ پروہت صاحب اور مذکورۃ الصدر آنریری مجسٹریٹ صاحب آنور میں جا کر لوگوں کو دوبارہ شدھ ہونے کے لئے کہتے رہے۔ لیکن ان لوگوں نے بعض معقول عذر کر کے مجسٹریٹ صاحب اور پروہت صاحب کو ٹال دیا تھا۔ اب ان لوگوں پر دباؤ ڈالنے کے لئے یہ مقدمہ دائر کر دیا ہے۔

قومی لیڈروں کی خدمت میں استدعا ہے۔ کہ دوران مقدمہ میں اس امر کی تحقیقات کریں۔ کہ آیا یہ زیادتی اور جرم واقعی ہو رہا ہے۔ یا محض ہماری طرف سے ایک جھوٹی شکایت ہے۔ اگر واقعہ میں ایسا ہو رہا ہے۔ تو پھر ہندو مسلم اتحاد کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ یہ ایمان کے متعلق معاملہ ہے۔ اور یہ ہمارے نزدیک آزادی ہند سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کی قلت عزت اور کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ان کو شدھ کرنے کے لئے زبردستی کی جا رہی ہے۔ ذکر ان ریاست بھرت پور کے متعلق مسلمان لیڈر

کہہ سکتے تھے۔ کہ وہ ایک ہندو ریاست کا علاقہ ہے لہذا اس میں کسی قسم کی مدد نہیں کر سکتے۔ مگر آنور کا علاقہ تو گورنمنٹ برطانیہ میں شامل ہے۔ اس کے متعلق یہ عذر نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے اس موقعہ پر یہ ثابت ہو جائے گا۔ کہ مسلمان بھائی اپنے مظلوم بھائیوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔

مرزا غلام رسول صاحب احمدی مبلغ کی طرف سے اُسیا کے ملکانوں پر ایک مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر ہندو اخباروں میں شائع کیا گیا تھا۔ کہ یہ ان لوگوں کو شدھی سے واپس کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ مگر انگریزی عدالت سے اس مقدمہ کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ۱۲ ملزموں کو جرمانہ ہوا۔ اور ایک ایک سال کے لئے ضمانت بھی لی گئی۔

کمیشن جو مقرر کیا جائے۔ وہ ان دونو مقدمات کے متعلق تحقیقات کر کے اپنا فیصلہ دے تا کہ دونوں جماعتوں کے لئے یہ امر مساوی ہو جائے۔ ان دو مقدمات کی تحقیقات سے ثابت ہو جائے گا۔ کہ دونوں فریقوں میں سے کونسا ظالم اور کون سا مظلوم ہے۔ اور یہ کہ حق کس کے ساتھ ہے۔

ہمیں تو ہندوؤں کی ان زیادتیوں کا بھی خوف نہیں اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے۔ کہ اسلام باوجود ان مظالم کے بھی غالب رہیگا۔ ہندو مسلم لیڈروں کو اسلئے توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ اگر واقعی انکو ہندو مسلم اتحاد پیارا ہے اور اسقدر جو اسکے متعلق شور کیا جاتا ہے۔ واقعی یہ کسی درد دل کا نتیجہ ہے۔ تو ان کو چاہیئے کہ ایسے واقعات کے انسداد کی کوشش کریں۔ ورنہ پھر ملک ان صلح کرانیوالوں کو اہل بانیٔ فساد گردانیگی۔ اگرچہ ہندو مسلمانوں میں ہمیشہ سے اختلاف چلا آیا ہے۔ لیکن موجودہ بغض و عناد جسکی نظیر اس سے پہلے نہیں پائی جاتی اسوقت سے شروع ہوا ہے۔ جب سے یہ صلح کل پارٹی پیدا ہوئی ہے۔ اخیر میں یہ بھی کہدیتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کے نزدیک ایک مسلمان کا ایمان تمام ہندوستان کیا تمام دنیا کی حکومت سے زیادہ وزنی ہے۔

(چودہری فتح محمد خاں سیال ایم اے۔ احمدیہ دار التبلیغ آگرہ)

جماعت رضائیہ کا صریح جھوٹ

اخبار مبلغ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۲۳ء میں جو رپورٹ قائمقام ناظم مرکز وفود اسلامیہ جماعت رضائی مصطفیٰ بریلی نے احمدی جماعت کی رپورٹ مندرجہ "مشرق" ۸ نومبر ۲۳ء کی تردید میں شائع کی ہے۔ بالکل غلط اور صریح جھوٹ ہے ہمارے گاؤں موضع کھڑوائی میں جس استقلال کے ساتھ احمدی جماعت کے مبلغوں نے کام کیا ہے ویسا کسی جماعت کے مبلغ نے نہیں کیا۔ فتنہ ارتداد کے شروع ہونے سے کر اس وقت تک ان کے مبلغ بدستور ڈیرہ لگائے ہوئے ہیں۔ اور کسی جماعت کے مبلغ نے کھڑوائی میں اس طرح استقلال کے ساتھ کام اور رہائش نہیں کی۔ اور ان کا شروع سے ایک مدرسہ بھی جاری ہے۔ اسمیں لڑکوں کو محنت اور کوشش سے تعلیم دیجاتی رہی ہے۔ اور میں نے ان کے استقلال اور ہمت کو دیکھکر مدرسہ کی عمارت بنانے کے لئے زمین کا ایک ٹکڑا ابھی بغیر قیمت دیا۔ اور اس کے علاوہ جو رپورٹ لکھنے والے نے میری ذات کے متعلق لکھا ہے۔ وہ بھی بالکل جھوٹ ہے۔ کیا اسلام اسی کا نام ہے۔ کہ خواہ مخواہ جھوٹے بہتان باندھ کر لوگوں کو بدنام کیا جائے۔ احمدی جماعت کے مبلغین کی محنتوں اور کوششوں سے جسقدر میں واقف ہوں۔ کھڑوائی میں اور کوئی نہیں۔ پس جماعت احمدیہ کے مبلغین کے متعلق جو غلط فہمی پھیلائی گئی ہے۔ اسکی تردید کیلئے میں نے یہ چند سطریں لکھ دی ہیں۔ تا کہ کوئی شخص اس جھوٹی رپورٹ کو صحیح سمجھکر غلطی میں نہ پڑ جائے +

دستخط ٹھاکر تاج خاں نومسلم زمیندار ساکن کھڑوائی ضلع آگرہ +

آریوں کی مایہ ناز پنچایت تراولی کی مختصر کیفیت

موضع تراولی کی پنچایت کے متعلق آریوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ اور آسمان سر پر اٹھایا ہوا تھا۔ ملکانوں سے کہتے تھے۔ کہ بس اس پنچایت پر تمام ہندو ٹھاکر برضا و رغبت تم کو اپنے ساتھ ملا لینگے۔ کھان پان تو علیحدہ رہا۔ اسی وقت ناطہ داری بھی کرنے پر تیار ہو جائینگے۔ اور اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ اس موقعہ پر مسلمانوں کو سخت ناکامی کا منہ دیکھنا پڑیگا۔ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ اخیر ۸ دسمبر کا دن جو پنچایت کا دن تھا آگیا۔ ۹ بجے گئے۔ آریہ صاحبان میز اور کرسی اور میز پر ہارمونیم باجا لگا کر میدان پنچایت میں بڑی شان سے بیٹھ گئے۔ اور ہندو ٹھاکروں کی آمد کا انتظار ہونے لگا۔ اسی طرح تین بج گئے۔ مگر کوئی ہندو ٹھاکر نظر نہ آیا۔ کچھ تو وہاں تماشبین نظر آتے تھے۔ اور چند اصحاب ہندو ٹھاکروں سے ایسے موجود تھے۔ جنکو پہلے ہی ہندو ٹھاکروں نے آریوں کے ایجنٹ ہونیکی وجہ سے ملکانوں کے ساتھ کھان پان کرنے پر برادری سے خارج کر دیا ہوا تھا۔ ایسی جگہ پر میرا پہونچ جانا ان کے لئے اور بھی تکلیف کا باعث ہوا۔ حاضرین میں سے بعض نے کہا "مولوی صاحب آگئے ہیں" بہت سے لوگ میرے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور ایک آریہ بھی آکر چکنی چپڑی باتیں کرنے لگا۔ بہر کیف یہ نظارہ قابل دید تھا۔ سورج غروب ہو گیا۔ اور آریوں نے کہا۔ کل پھر پنچایت ہوگی۔ رات کو معلوم نہیں۔ کہ کس کس ہندو ٹھاکر کی قدمبوسی کی ہوگی۔ مگر وہ اپنے دہرم کے ایسے پکے نکلے۔ کہ انہوں نے پنچایت کی طرف منہ کا رخ کرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ اور دوسرا دن آریوں کیلئے گذشتہ دن سے زیادہ حسرتناک گذرا پہلے روز جو تماشبین حاضر ہوئے تھے۔ وہ چونکہ پہلے دن تماشہ سے سیر ہو چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے بھی دوسرے دن آنیکی تکلیف گوارا نہ کی چند آریہ معہ چند ایجنٹ مرتد ملکانوں سمیت بیٹھے ہوئے حسرت بھری نگاہوں سے پنچایت کی جگہ کو خالی دیکھکر دل ہی دل میں کڑھ رہے تھے + من حفر بئرًا لاخیہ فقد وقع فیہ مشہور مثل ہے۔ جو تدبیر انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کی تھی وہ انہی کیلئے باعث ندامت و شرمندگی ہوئی۔ یہی مفہوم اس آیت شریف کا ہے۔ کہ یمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین اور لا یحیق المکر السیّئ الا باھلہ۔ آریوں نے مسلمانوں کو ناکام بنانے کیلئے ایک تدبیر کی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسی تدبیر کو انکے لئے وبال جان بنا دیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک حمدًا کثیرًا۔ والسلام +

موضع تراولی میں سوامی کے میلہ پر آریوں کی شر انگیز تقریریں

مرتد شدہ ملکانے یہ سمجھ چکے ہیں۔ کہ ہندو ٹھاکران سے روٹی بیٹی کا بیوہار کرنے پر طیار نہیں۔ اور جس بڑی امید پر انکو شدھ کیا گیا تھا وہ اب تک بر نہ آئی۔ یہ ایک قسم کا دھوکا ان سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ بعض دیہات کے مرتد شدہ ملکانے واپس دین اسلام میں ہو چکے ہیں۔ اور دوسرے طیار ہیں۔ آریوں نے اس رو کو روکنے کے لیئے انکو موضع تراولی میں سوامی کے میلہ تک کے انتظار کا وعدہ دلایا۔ کہ اسوقت ہندو ٹھاکروں سے کہکر انکو برادری میں شامل کرا لیا جائے گا۔ یہ بیچارے اس موہوم امید کی بنا پر پھر انکو فریب میں آگئے۔ پنچایت وغیرہ تو کوئی نہ ہوئی جس سے انکی مطلب براری ہوتی۔ مگر آریوں نے دل کھول کر مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کیں اور انکو ملک سے نکال دینے کی ترغیب دی۔ ہمارے مبلغ مقیم لوگ وہاں موجود تھے۔ ان کی رپورٹ سے چند بطور بطور اقتباس پیش کی جاتی ہیں جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آریہ پرچارکوں نے سوراج کے حصول کے لیئے کیا راہ اختیار کی ہے۔ اور ہمارے مسلمان انسے کیسے غافل ہیں۔

$\frac{11}{23}$ اتوار کو اپنے احباب بمعیت ہم سوامی جی کے میلہ پر گئے۔ وہاں آریوں کی تقریریں شروع تھیں جو بھجنوں کی آڑ میں کر رہے تھے۔ ایک ہندو راجہ کی کتھا اور مسلمانوں پر بہتان۔ مسلمانوں کے ظلم سے تنگ آکر قنوج کا راجہ محمد غوری سے جا ملا۔ اور اسکی بیٹی کا ورلاپ کہ پتا ان ڈاکوؤں کے ساتھ نہ ملیں۔ یہ مندروں کو گرا کر مسجدیں بنائیں گے۔ گئو بھکشا کرینگے۔ اور آپ کی پتریوں کو لونڈیاں بنا کرلے جاویں گے۔ اور چند پیسوں پر در بدر فروخت کرینگے۔ وغیرہ وغیرہ۔ دوسری کتھا میں بھی اسی طرح سے پرتھی راج کی بیٹی کا ورلاپ تھا۔ جسمیں مسلمانوں کو بدنام کرنیکی کوئی حد نہ چھوڑی۔

مزید براں آریہ پرچارکوں نے سوراج کے حصول کا ذریعہ مسلمانوں کا اخراج بتایا۔ چنانچہ کہا۔ تمہارا ایک ہاتھ جو نجاست میں اشدھ ہو گیا۔ تو دوسرے ہاتھ نے اسکو شدھ کیا۔ ایک ہاتھ کا دوسرا ہاتھ بھائی ہے۔ بھائی نے مدد کی تو شدھ ہو گیا۔ سو تم ان کے بھائی ہو انکو شدھ کر لو۔ اور دونوں ہاتھ شدھ کر کے مونچھوں کو تاؤ دو۔ اور ملیچھوں کو ملک سے نکال دو۔ اور سوراج لیلو۔ پھر یہ مثال دی۔ تمہاری ایک بکری بھیڑیا کان پکڑ کر لے گیا۔ تمہارے کچھ بھائی بھیڑیئے کے بالمقابل ہوئے تو بھیڑیا کان کاٹ کر ہی بھاگ گیا۔ کیا تم ساری کی ساری بکری بھیڑیئے کے حوالہ کرتے ہو۔ اور کہتے ہو۔ کہ اسکا کان نہیں اسلیئے ہماری بکری نہیں۔ کیا تم پھر اسکو ریوڑ میں نہیں ملاؤ گے۔ بھیڑیئے کو ڈنڈے مارو اور ایسا انتظام کرو۔ کہ بھیڑیا تمہارے ملک میں نہ رہے۔ اور کان کٹی بکری کو اپنے ریوڑ میں ملا لو اور آرام کی نیند سو رہو۔ اس ضمن میں ختنہ کے بارہ میں بیحد زباندرازی کی۔ جسکو لکھنا ہی معیوب ہوگا۔ نہایت بے شرمی سے عضو خاص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ تمہارے بھائیوں کے عضو سے تھوڑا سا چمڑا مسلمانوں نے کاٹ لیا ہے۔ وہ انکار ہا۔ واپس مت لو۔ وہ استعمال کریں ساڑھے تین ہاتھ کا بھائی اپنے ساتھ ملا لو۔ ملانوں کو کہدو۔ کہ یہ (اشارے) تھوڑا سا چمڑا تمہارا حق ہے۔ لے لو۔ وغیرہ۔ داماد کی مثال۔ پھر کہا۔ یہ کٹے ڈاکو شریر۔ ۲۵ لاکھ روپیہ جو جھولیوں میں ڈالے پھرتے ہیں ان کے بادشاہوں نے زبردستی تمہاری لڑکیوں کو چھینا اور اب یہ چلاتے پھرتے ہیں۔ کہ ہم تمہارے راجہ ہیں ہم کو کس طرح نکال سکتے ہو۔ ایک وقت تھا کہ جنوائی نہ بنانے کے لیئے تم اپنی لڑکیوں کو مار دیتے تھے۔ کیا اب تم میں یہ غیرت نہیں رہی۔ کہ ان ظالموں کے پنجہ سے اپنی لڑکیوں اور بھائیوں کو چھڑا لو۔ کلہاڑی کی مثال۔ کہا۔ کہ مسلمان لکڑی کا دستہ ہیں۔ اور تمہارے تمام لوگ کلہاڑی ہیں۔ وہ تم میں ہو کر تمکو کاٹ رہے ہیں۔ سو تم دستہ کو نکال کر آگ میں جلا دو۔ تاکہ اسکا نام ونشان نہ رہے۔ یہ تمام ملک تمہارا ہے۔ اور تمہارا سوراج ہے۔ مسلمان سات کروڑ ہیں۔ اور ہندو بائیس کروڑ ہیں۔ سات کروڑ مسلمانوں میں سے دو کروڑ ملکانے آغا خانی ہیں۔ اور چار کروڑ تمہارے بھائی ہندوؤں سے مسلمان ہوئے۔ باقی ایک کروڑ مغل۔ سید پٹھان لوگ ہیں۔ سو تم اپنے بھائیوں کو ساتھ ملا لو۔ اور باقی سید مغل پٹھان وغیرہ کو جوتے مار کر نکال دو۔ کہ جدھر سے آئے ہیں چلے جاؤ۔ اور سود در سود واپس لیلو“۔

رپورٹ کے ان اقتباسات سے ہمارے مسلمان بھائی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ آریہ سماجی ہندوؤں نے کس اشتعال انگیز طریق کو شدھی کے علاقہ میں اختیار کر رکھا ہے۔

خاکسار عبد الصمد خاں بھٹی عفی عنہ نائب امیر المجاہدین احمدیہ دار التبلیغ آگرہ ؎

مقابلہ وید و قرآن

آریہ پنڈتوں کو مناظرہ کا کھلا چیلنج

آریہ سماج کا دعویٰ ہے کہ کامل ایشوری گیان ہدایت کا سرچشمہ اور منبع کامل کتاب جسکی تعلیم عالمگیر ہے وید بھگوان ہی ہیں۔ برخلاف اسکے ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ صرف قرآن مجید ہی کامل الہامی کتاب ہے اور اسکی کی تعلیم پر چلکر انسان خدا تعالیٰ کو پا سکتا ہے۔ وید ہرگز ہرگز کامل ایشوری گیان نہیں ہیں اور نہ ہی اسکی تعلیم عالمگیر ہے۔ پس اگر سماجی پنڈتوں خصوصاً پنڈت رامچندر صاحب۔ پنڈت کالیچرن وشنو شرما صاحبان وغیرہ کو شوق ہے۔ انکو مضمون پر بذریعہ اخبارات تحریری مناظرہ کرنا چاہیں۔ تو ہم تیار ہیں۔ مناظرہ کیلئے شرائط مندرجہ ذیل ہونگی۔ (۱) ایکدفعہ ایک سوال سے زاید سوال نہ کیا جائیگا (۲) جواب الجواب کے جواب پر ایک سوال ختم کیا جائیگا (۳) سوالوں کی تعداد کم از کم پندرہ یا بیس ضرور ہونی چاہیئے (۴) ایک سوال کے ختم ہونے پر دوسرا سوال کیا جائیگا۔ (۵) تحریرات میں بزرگونکو بری القاب سے یاد نہیں کرنا ہوگا۔ اور غیر مہذب کلام سے اجتناب کرنا ہوگا۔ (۶) فریق ثانی اگر قرآن مجید پر پہلے سوال کرنا چاہے یا ہمیں پہلے ویدکی تعلیمات پر سوال کرنیکا موقعہ دے۔ تو دونوں صورتوں میں ہم مناظرہ کرنیکو تیار ہیں۔ اس بحث سے ناظرین اخبارات کو دونوں مذہبوں کی تعلیمات پر غور کا

جامع موقعہ ملے گا ... ۱۶ ... مولوی فاضل احمدی از آگرہ۔ احمدیہ دار التبلیغ ؎

سب اوورسیر

اوورسیر ۔ سب انجنیر کے پراسپکٹس
منیجر سول انجنیرنگ کالج
پشاور سے مفت طلب فرمائیے

قادیان میں زمین خریدنے کے خواہشمند احباب

کو اطلاع ہو کہ خاکسار کی معرفت ہر قسم اور ہر موقع کی زمین خریدی جا سکتی ہے نیز قادیان میں اور قادیان کے قریب کچھ زرعی اراضی بھی مل سکتی ہے سکنی اراضی کے نقشہ جات خاکسار کے پاس تیار رہتے ہیں۔ اسلئے موقعہ اور حیثیت کا پتہ لگ سکتا ہے اور قیمت موقع کے لحاظ سے الگ الگ مقرر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں بعض مکانات بھی قادیان کی پُرانی اور نئی آبادی میں قابل فروخت موجود ہیں خواہشمند احباب خاکسار سے خط و کتابت کریں یا جلسہ کے موقع پر زبانی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

مرزا بشیر احمد قادیان

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّافِیْ

جوہر شفا ۔ نئی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جسکا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے پُرانا بخار و کھانسی خشک یا تر بلغم میں خون آتا ہو سِل کے کیڑوں کو فنا کرتا ۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں ۔ مرد و عورت سبکو یکساں مفید ۔ قیمت نہایت کم جو سو روپیہ کو بھی مفت ۔ فی تولہ ۲ علاوہ محصولڈاک جو ایکماہ کو کافی ہے حکیموں کو بھی اسکا مطب میں رکھنا ضروری ہے ۔ ہر پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔ پتہ رئیس عزیز الرحمٰن قادر بخش انجنیر قادیان ۔ گورداسپور

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا ہے جو امراض شکم خاصکر قبض کے لیئے بہت مفید ہے آپنے فرمایا یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپکے والدصاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ۸۰ برس کی عمر تک استعمال کیا اور قبض اور پیٹ کی صفائی کے لیئے بہت مفید پایا ۔ اسلیئے کم از کم اسکی ایکصد گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں تاکہ ایسے موقعوں پر کام آویں صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت نیم گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمالیں انشاء اللہ شکایت دور ہو جائیگی قیمت فی صد معہ محصول عہ (عزیز ہوٹل قادیان)

رشتہ کی ضرورت

ایک معزز خاندان شکیل نوجوان پختہ احمدی عمر ۲۴ سال قوم شیخ سکونت ضلع میرٹھ سابقہ اہلیہ متوفی صرف ایک لڑکا بہن بہنوئی و الدین بھائی سب احمدی گورنمنٹی ملازم ۴۵ روپیہ معہ بھتہ تنخواہ دار کو سردست بلا انتظار کامل جوان سلیقہ دار کشیدہ قد قبول صورت سفید رنگ دیندار شریف القوم تندرست پاکیزہ قویٰ شہری ہو یا مہذب دیہاتی احمدی برادری میں رشتہ کی ضرورت خط و کتابت معرفت شیخ عبد الرشید امیر جماعت احمدیہ محلہ رنگ ساز صدر بازار میرٹھ ۔

اشتہاری دنیا

سے آپ بدظن ہو چکے ہیں ۔ مگر دوستو ساری دنیا ایک جیسی نہیں ۔ آؤ تجربہ کرو ۔ سچ اور جھوٹ کو تجربہ کی کسوٹی پر لگا کر دیکھو ۔ ہم اسوقت صرف آپ کی تسلی کے لیئے چند مجربات پیش کرتے ہیں جسکو پسند کرو منگا کر آزماؤ اور ہماری سچائی کی داد دو۔

اکسیر تسہیل ولادت ۔ اسکا کام نام سے ظاہر ہے ایسے نازک وقت میں جبکہ کوئی عزیز سے عزیز بھی کام نہیں آسکتا اسکو سچا غمگسار پاؤ گے ۔ بر موقع اسکے استعمال سے بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور بعد تولید جو زچہ کو دو دو چار چار دن تک درد سے سخت تکلیف رہتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ درد بھی اسکے استعمال سے جاتا رہتا ہے ۔ قیمت معہ محصولڈاک عہ

اکسیر نزلہ ۔ نزلہ خواہ نیا ہو یا پُرانا اللہ کے فضل سے ایک دو دن میں ہی آرام ہو جاتا ہے قیمت معہ محصول عہ

نسوار بے نظیر ۔ دماغ بند رہتا ہو یا ناک سے چھینکیں آتے ہوں ۔ یا بدبو آتی ہو ۔ تو یہ نسوار ان شکایات کے رفع کرنے میں واقعی بے نظیر ہے ۔ قیمت فی تولہ ۱۲ معہ محصول

اکسیر داد ۔ داد کے لیئے بے نظیر چیز ہے ۔ داد خواہ کسی جگہ ہو چند دنوں میں بفضل خدا آرام آجاتا ہے ۔ قیمت معہ محصولڈاک عہ

دلپذیر ہیر آئیل ۔ بالوں کے لگانے والا خوشبودار تیل دماغی کام کرنے والوں کے لیئے اکسیر ہے ۔ دل کو فرحت اور آنکھوں کو ٹھنڈک اور دماغ کو معطر رکھتا ہے قیمت معہ محصول عہ

مجربات منظور ۔ بیکاروں اور کم آمدنی والوں کیلئے عموماً ایک دولت کا چشمہ ہے جسمیں طبی انمول جواہرات کے علاوہ بعض بعض ایسی دستکاریاں بھی بتلائی گئی ہیں جو سینکڑوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی نہیں حاصل ہو سکتیں ۔ قیمت صرف پانچ روپیہ معہ محصولڈاک ۔ قیمت بذریعہ منی آڈر پیشگی آنی ضروری ہے

ڈاکٹر منظور احمد منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ڈاکخانہ سرگودھا

جالندھری سپرنٹنڈنٹ میٹرولاجیکل ڈیپارٹمنٹ شملہ کی وفات پر جو ڈباب میں ڈوب جانے سے واقع ہوئی۔ بابو صاحب موصوف جو سلسلہ کے نہایت مخلص اور پرجوش ممبر تھے۔ دوسرے دوستوں کے ساتھ ایک مکان میں جو ڈباب کے بالکل کنارے ہے۔ اترے ہوئے تھے۔ ۲۷ و ۲۸ دسمبر کی درمیانی رات کو وہ ساڑھے پانچ بجے کے قریب کمرہ سے نکل کر باہر پیشاب کے لئے جانے لگے۔ اس وقت ان کے بھتیجے عبدالحق صاحب نے روکا۔ کہ مکان ہی میں فارغ ہو لیں۔ لیکن وہ باہر نکل گئے۔ اور اس کے بعد عبدالحق صاحب سو گئے۔ صبح کو جب اس کمرہ کے دوست اٹھے۔ اور بابو صاحب کو نہ پایا۔ تو ان کے کپڑے دیکھ کر جنہیں اتار کر وہ سونے کے لباس میں سوئے تھے۔ ان کے متعلق خیال پیدا ہوا۔ اور تلاش شروع کی۔ آخر جب کچھ پتہ نہ چلا۔ تو منتظمین جلسہ کو اطلاع دی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو جب یہ خبر پہنچی۔ تو حضور نے حکم دیا۔ کہ ایک خاص عملہ کو تلاش میں لگا دیا جائے۔ اور سرگرم کوشش کی جائے۔ اس پر بہت سے آدمی تلاش میں لگا دیئے گئے۔ اور جب ڈباب میں آدمی اتارے گئے۔ تو ان کو لاش مل گئی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ مرحوم یکلخت پانی میں گر گئے۔ کیونکہ کنارے پر پھسلنے کے نشانات نہیں تھے۔ اور جگہ ایسی ہے۔ کہ یکلخت گرنا ممکن ہے۔ چونکہ پانی دس بارہ فٹ کے قریب گہرا تھا۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ اور مرحوم تیرنا نہ جانتے تھے۔ اس لئے جانبر نہ ہو سکے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ٭

اسی رات جب کہ یہ حادثہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کو ایک منذر رؤیا ہوئی۔ جس کا ذکر حضور نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ اور بابو صاحب مرحوم کی فوتیدگی پر اپنے غم اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ مجھے ان کے فوت ہونے کا اس قدر صدمہ ہوا ہے۔ کہ اگر میرا کوئی بچہ مرجاتا۔ تو بھی نہ ہوتا۔ کیونکہ اگرچہ خدا تعالےٰ سے یہی امید ہے۔ کہ خدا تعالےٰ میرے بچوں کو دین کے خادم بنائے۔ لیکن وہ ابھی بچے ہیں۔ اور بابو صاحب ایک ایسے نوجوان تھے۔ جو بہت مخلص اور دین کی خدمت کر رہے تھے۔

بابو صاحب مرحوم کے وطن جالندھر میں ان کی فوتیدگی کی اطلاع دی گئی۔ اور اگرچہ ان کی وصیت نہ تھی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اور خود ایک کثیر مجمع کے ساتھ جنازہ پڑھا۔ میت کو کندھا دیا۔ اور مقبرہ بہشتی تک ساتھ تشریف لے گئے۔ ۳۰ دسمبر کو بابو صاحب دفن کر دیئے گئے۔

بابو صاحب مرحوم کے مفصل حالات ہم انشاء اللہ پھر شائع کریں گے۔ اس وقت ان کے لواحقین کو اس واقعہ سے جو دردناک صدمہ پہنچا ہے۔ اس کے متعلق ساری جماعت کی طرف سے اظہار افسوس کرتے ہوئے صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کی اولاد کو اپنے فضل کا وارث بنائے۔ اور اپنے مخلص باپ کی خوبیوں سے حصہ بخشے۔

بابو صاحب مرحوم نے شہید ہو کر خدا تعالےٰ کے پیارے اور محبوب کے دل میں ایسی جگہ پیدا کر لی جو ہم زندوں کے لئے قابل رشک ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو اپنے فضل و کرم سے اعلیٰ سے اعلیٰ رتبہ اور درجہ عطا فرمائے۔ سب جماعتوں کو ان کے علو مرتبت اور ان کے پس ماندگان کیلئے صبر جمیل کی دعا کرنی چاہیئے۔

دوسرا حادثہ یہ ہوا۔ کہ ایک شخص میاں محمد الدین باورچی اپنے کنبہ سمیت جس مکان میں رات کو سوئے ہوئے تھے۔ اس میں پتھر کا کوئلہ جلایا گیا۔ جس کی زہریلی گیس سے جس قدر افراد اس مکان میں سوئے ہوئے تھے۔ بے ہوش ہو گئے۔ صبح کو جب وہ کام پر نہ آئے۔ تو آدمی بلانے گیا۔ جب ان کے مکان سے کوئی آواز نہ آئی۔ تو دیوار پھاند کر دروازہ کھولا گیا۔ اس وقت معلوم ہوا۔ کہ ایک چھوٹا لڑکا اور لڑکی فوت ہو چکے ہیں۔ اور باقی بیہوش ہیں۔ اس امر کی اطلاع جب حضرت خلیفۃ المسیح کو پہنچی۔ تو حضور نے فوری طبی امداد بھیجنے کا ارشاد فرمایا۔ اور بیہوش آدمیوں کو ہوش میں لایا گیا۔

یہ جلسہ کے عام حالات ہیں۔ تقریروں اور جلسہ کی کارروائی کے متعلق مختصر رپورٹ آگے درج ہے۔ مفصل انشاء اللہ آئندہ درج ہوتی رہے گی ٭

مختصر روئداد جلسہ سالانہ

حسب پروگرام مطبوعہ ۲۶ دسمبر کو جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب مولوی محمد عبدالماجد صاحب پروفیسر بھاگلپور کالج ۹ بجکر چالیس منٹ پر شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم خوانی منشی قاسم علی خاں صاحب رامپوری نے کی اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں لیکھرام اور احمد بیگ کے متعلق اور ان کے بارے میں مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار فاروق قادیان نے تقریر شروع کی۔ مگر افسوس ہے کہ میر صاحب موصوف صرف چند پہلو لیکھرام کی پیشگوئی کے متعلق ہی بیان کر سکے۔ کہ وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے انہیں اپنی تقریر بند کرنی پڑی۔ ان کے بعد "نبوۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" پر جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے تقریر فرمائی۔ مجمع کثیر میں چونکہ مولٰنا کی آواز سب کو نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اس لئے انہیں میز پر کھڑا ہونا پڑا۔ مگر باوجود اس کے سب تک آواز نہ پہنچ سکی۔ مولوی صاحب کی تقریر کے بعد رپورٹ صدر انجمن احمدیہ سنانے کا وقت تھا۔ جو شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم نے پڑھکر سنائی۔ اس کے بعد "صداقت مسیح موعود" کے عنوان سے جناب حافظ روشن علی صاحب نے تقریر فرمائی اگرچہ حافظ صاحب کئی روز سے بیمار تھے مگر آپ نے خوب بلند آواز سے نہایت دلپذیر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد ایک بجے پہلا اجلاس ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس زیر صدارت جناب مفتی محمد صادق صاحب نماز ظہر و عصر کے بعد جو حضرت خلیفۃ المسیح نے جمع کر کے پڑھائیں۔ دو بجکر پچاس منٹ پر شروع ہوا۔ نظم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم مبلغ نے پڑھی۔ صدر جلسہ نے ایک افتتاحی تقریر فرمائی۔ اور حکیم خلیل احمد صاحب کو انٹروڈیوس کرایا۔ اس کے بعد حکیم صاحب نے تقریر شروع کی جو دلچسپی کے ساتھ سنی گئی۔ آپ کا مضمون "محمد علی مونگیری کے اعتراضات کے جواب" تھا۔

اس کے بعد رپورٹ صیغہ ہائے نظارت "جناب

چودھری نصر اللہ خاں صاحب ناظر اعلیٰ محکمہ جات جماعت احمدیہ قادیان نے پڑھی۔ اس میں صیغہ تالیف و اشاعت، صیغہ تربیت اور امور عامہ کے کاموں کو مختصراً بیان فرمایا۔ اس کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے اس مضمون پر تقریر فرمائی۔ کہ "کوئی قوم بغیر قربانی کے ترقی نہیں کر سکتی"۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے بلحاظ اس کے کہ آپ کے لئے یہ پہلا موقع سٹیج پر تشریف لانے کا تھا۔ نہایت روانگی سلاست اور خوبصورتی سے اپنے مضمون کا ایک حصہ بیان کیا۔ اور وقت کی کمی کی وجہ سے آپ کو لیکچر ادھورا چھوڑنا پڑا۔ جب آپ کی تقریر ختم ہو چکی تو صدر جلسہ نے نہایت شیریں الفاظ میں اس تقریر پر تبصرہ کیا۔

صاحبزادہ صاحب موصوف کی تقریر کے بعد پروگرام میں جناب ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم انسپکٹر احمدی مجاہدین علاقہ ضلع فرخ آباد نے "ملکانوں کے حالات اور ان کے متعلق بھجن" سنائے۔ جنہیں سامعین نے نہایت مسرت سے سنا۔ اس پر اس دن کی کارروائی بعد دعا ختم ہوئی۔

۲۷ دسمبر دوسرے دن کے پہلے اجلاس کے صدر جناب منشی فرزند علی صاحب تھے۔ کارروائی جلسہ دس بجے شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم منشی قاسم علی خانصاحب نے پڑھی۔ صدر نے تقریر کی جس میں فتنہ ارتداد کے مقابلہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے جناب چودھری فتح محمد خانصاحب امیر المجاہدین کا انٹروڈیوس کرایا۔ اس کے بعد جناب چودھری صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ جس کا مضمون تھا "فتنہ ارتداد اور ہماری جماعت کی ذمہ داری"۔ جناب چودھری صاحب نے نہایت اختصار سے کام لیتے ہوئے پون گھنٹے کے مقررہ وقت میں تقریر ختم کی۔

آپ کے بعد ناظر صاحب بیت المال جناب ماسٹر عبد المغنی خانصاحب نے نظارت بیت المال کے شمار و اعداد سنائے۔ اس کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب کی تقریر تھی۔ جس کا عنوان تھا "حالات تبلیغ غیر ممالک شمالی"۔ آپ کی تقریر دلچسپ معلومات کا مجموعہ اور دلچسپیوں کا خاصہ سامان تھی۔ آپ کا جذب آپ کا اخلاص اور تعلق باللہ یہ باتیں موثر اور دلکش تھیں۔ آپ کی اپیل پر چندہ جمع ہونا شروع ہوا۔ اور یہ سلسلہ نماز کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے تشریف لانے تک جاری رہا۔ حضرت اقدس نے نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائی۔

دوسرا اجلاس تین بجکر بیس منٹ پر شروع ہوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے سٹیج پر رونق افروز ہونے پر کچھ دیر لوگوں کو سمٹ کر بٹھانے اور جو لوگ جگہ کی تنگی کی وجہ سے باہر کھڑے تھے۔ ان کے لئے جگہ نکالنے میں لگی۔ اس کے بعد حافظ سید عزیز احمد احمدی پسر جناب سید احمد صاحب وکیل رامپور نے تلاوت قرآن کریم کی اس کم سن بچہ نے جس کی عمر ۱۲ سال کے قریب ہوگی۔ نہایت عمدگی سے تلاوت کی۔ اس کے بعد بابا فضل کریم صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک مطبوعہ نظم پڑھی۔ اس کے بعد جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر صیغہ تالیف و اشاعت نے مختصر سی تقریر کی جس میں بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے منشاء کے مطابق اس سال سکھوں میں تبلیغ شروع کی گئی ہے۔ جس کے نتائج خدا کے فضل سے نکلنے شروع ہو گئے ہیں۔

اس وقت آپ صاحبان کے سامنے ایک صاحب تقریر کرینگے۔ اس کے بعد آپ نے سردار خزان سنگھ صاحب کو جو مذہبی سکھوں کے ایک مذہبی پیشوا ہیں۔ پیش کیا جنہوں نے کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام کے قبول کرنے کا اعلان کیا۔ اور حاضرین نے غلام احمد کی جے کا نعرہ لگایا یہ حضرت اقدس مسیح موعود کا الہام ہے۔

اس کے بعد حضرت اقدس کی تقریر شروع ہوئی۔ حضور نے اپنا اصل مضمون شروع کرنے سے پہلے چند مختصر نصیحتیں بیان فرمائیں۔ اور پھر مسئلہ نجات پر تقریر کی۔ یہ تقریر گذشتہ سال کی تقریر کے سلسلہ میں ہے۔ حضور کی یہ تقریر سات بجے ختم ہوئی۔ اس کے بعد حضور نے مغرب اور عشا کی نماز اکٹھی پڑھائی۔

جلسہ کے تیسرے دن یعنی ۲۸ دسمبر کے پہلے اجلاس کے صدر جناب سردار امام بخش صاحب تمندار قیصرانی تھے۔ پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم جناب مولوی عطا محمد صاحب انسپکٹر آف ورکس نے پڑھی۔ تلاوت حافظ فیض اللہ صاحب پسر میاں عبد اللہ صاحب جلد ساز قادیان نے کی۔ بعض احباب نے پنجابی نظمیں سنائیں۔ "قدامت روح و مادہ" پر جناب میر محمد اسحٰق صاحب جلسہ کی مصروفیت کے باعث تقریر نہ فرما سکے۔ اسی طرح جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کی تقریر جو نبی کریم کے متعلق بائیبل کی پیشگوئیوں پر تھی۔ اور کارروائی شروع ہو جانے کی وجہ سے نہ ہو سکی۔ اسی وقت سردار خزان سنگھ صاحب نے اپنے اسلام قبول کرنے کے متعلق مفصل تقریر پنجابی میں کی۔ اور اسلام پر پختہ رہنے کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے کہا۔ کہ خواہ میرا سر جدا ہو جائے۔ میں نے کل اتنے مجمع میں جو اقرار کیا ہے۔ اس سے نہیں پھرونگا۔ آپ کے بعد جناب مفتی محمد صادق صاحب نے بائیبل کی پیشگوئیوں کے متعلق مختصر تقریر فرمائی جس میں رسول کریم حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ ثانی کے متعلق پیشگوئیاں بیان فرمائیں۔

اس کے بعد جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لاء نے وقت کی رعایت اور پابندی سے اپنی پُر معلومات فصیح تقریر بہ موضوع "سلسلہ احمدیہ کا عیسائیت پر حملہ اور اسکا اثر" کی جو ساڑھے ۱۲ بجے ختم ہوئی۔ اس کے بعد نماز کی تیاری کے لئے جلسہ برخاست ہوا۔ اور نماز جمعہ و عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے پڑھائی۔ حضور نے مختصر خطبہ ارشاد کیا۔ جس میں تبلیغ کی ہدایت کی۔

اس کے بعد حضرت اقدس سٹیج پر تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضور کی ایک تازہ نظم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے پڑھی اس کے بعد حضور نے تقریر شروع فرمائی۔ اور اصل مضمون بیان کرنے سے قبل اپنی ایک منذر رویا جو اسی رات حضور نے دیکھی تھی اور اس کا پورا ہونا بیان فرمایا۔ اور اسی سلسلہ میں جناب بابو محمد یوسف صاحب کی فوتیدگی کا نہایت ہی دردناک الفاظ میں ذکر فرمایا۔ اس کے بعد حضور نے بقیہ تقریر شروع کی جس میں عیسائیت کے کفارے کا رد کیا۔ اور بعد میں اسلامی نجات پیش کی۔ یہ تقریر اپنی شان تحقیق میں اور حقائق و معارف کی خزینہ تھی یہ تقریر ساڑھے سات بجے ختم ہوئی۔ خاتمہ پر حضور نے احباب کو جانے کی اجازت فرمائی۔ اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔ دعا کرتے وقت حضور نے فرمایا کہ بعض دوستوں نے میری صحت کے متعلق منذر خوابیں دیکھی ہیں احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے صحت بخشے۔ اور میری بیماری کی وجہ سے کام میں رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ دعا کے بعد نماز مغرب اور عشا اکٹھی پڑھی۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا۔)